نظرات

آزادی کے بعد سال ۱۹۹۲ء میں جس قدر دہشتناک وبہیمانہ فرقہ وارانہ فسادات بابری مسجد کی مسماری کے بعد رونما ہوئے اس کے نتیجے میں ہندوستان اقتصادی لحاظ سے اسقدر پیچھے ہوگیا ہے کہ عالمی بنک کی اٹیلس کے ۲۶ ویں ایڈیشن میں ہندوستان سے متعلق یہ بات درج ہے کہ:

"ہندوستان کی فی کس آمدنی ۱۹۹۲ء میں اس سے پہلے سال کے مقابلے میں کم ہو کر صرف ۳۵۰ ڈالر سالانہ فی کس سے بھی کم ہو کر رہ گئی۔ اور اس طرح ہندوستان ان ۵۷ ملکوں کے زمرے میں آگیا جن کی آمدنی مذکورہ حد سے کم ہے۔ اور ہندوستان کی فی کس مجموعی قومی پیداوار ۱۹۹۲ء میں ۳۱۰ ڈالر تھی۔ جبکہ ۱۹۹۱ء میں یہ آمدنی ۳۳۰ ڈالر تھی"

اندرونِ ملک مہنگائی کی بہتات ہے جس کی چھوٹی سی مثال ہر انسان کی پہلی ضرورت چھوٹی سی چیز پیاز کی بے پناہ بڑھتی قیمت ہے، جنوری ۹۳ء میں جس پیاز کی قیمت ۳ روپے کیلو تھی وہ ہی اکتوبر، نومبر، دسمبر ۹۳ء میں ۱۲-۱۴ روپے کیلو تک پہنچ گئی یعنی ۴۰۰ فیصدی تک اضافہ اشیائے خورد ونوش سے لیکر دوا تک ہر چیز کی قیمت آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئی ـــــ اس کمرتوڑ مہنگائی کی مار سے غریب انسان غربت وافلاس کی دہلیز پر پڑا ہوا سسک رہا ہے۔ کیونکہ اسے عیش وآرام تو دور صرف اور صرف پیٹ بھرنے کے لئے دو وقت کی روٹی ہی میسر ہو جائے تو یہ لاکھ درجہ غنیمت بات ہوگی ـــــ کبھی ہماری سیاسی جماعتوں نے اسطرف توجہ نہیں دی کہ غریب کو روٹی کپڑا مکان کس طرح مہیا کرایا جا سکتا ہے اکثر سیاسی جماعتوں کے رہنما تو بس، کسی طرح داؤں وپیچ لگا کر اقتدار کی کرسی پر براجمان ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی بلا سے غریب انسان اپنی زندگی کس طرح گذار رہا ہے وہ اس طرف دھیان دیکر کیوں اپنے لئے جوکھم بھرا کام کا بوجھ اپنے سر پر ڈھوئے۔ جب سیاسی

نا عتوں کے رہنماؤں کا یہ نظریہ ہوگا تو ہم یہ کیسے باور کریں کہ عام انسان کا معیارِ زندگی بلند ہوگا اور وہ اس بیسویں صدی کے ترقی یافتہ دور میں خوشحال انسانوں کی طرح برابری کے ساتھ رہ سکیں گے؟

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ عام انسان غریب سے غریب تر ہو رہا ہے اور دوسری طرف ملک میں کروڑوں اربوں روپے کے تمسکات کے لین دین میں جو گھپلا ہوا ہے وہ بھی ہمارے غریب ملک کی آزادی کے بعد محیر العقول مثال ہے۔ ہمارے ملک کی غریب آبادی کی غربت وافلاس کی طرح طرح کی کہانیاں و داستانیں غیر ممالک کے اخبارات و رسائل میں چھپتی رہتی ہیں جس سے ہمارے ملک کے عوام کی تصویر غیر ممالک کے لوگوں کے دل و دماغ میں کیسی حقیر منعکس ہوگی جس کا خیال ہی باعثِ شرم ہے اور جب ان کے سامنے ان تمسکات کے لین دین میں کروڑوں اربوں روپے کے گھپلوں کی خبریں پہنچی ہوں گی تو انہوں نے ہمارے بارے میں کیا کیا خیال دل و دماغ میں پیدا کیا ہوگا اس کا ہلکا سا اندازہ کرکے ہر غیرت مند ہندوستانی کا سر شرم سے نیچا ہونا قدرتی بات ہے۔

پورے عالم میں ۱۹۹۲ء کا سال ہندوستان کے لئے نیک نامی کا قطعاً نہیں رہا اس لئے کہ فرقہ پرست عناصر نے لاکھوں سادہ لوح عوام کو بہکا کر اور گمراہ کرکے ایودھیا میں اکٹھا کیا اور دنیا بھر کے ٹی وی کیمرہ۔ فیکس، ریڈیو، نیوز ایجنسیوں و اخبارات کے نمائندوں کی موجودگی میں ایک عبادت گاہ بابری مسجد کو جس طرح چشم زدن میں زمین دوز کیا اس پر تمام دنیا کے لوگ آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے اور ایک اقلیتی فرقہ کی عبادت گاہ کو اس طرح زمین دوز کرنے کے اقدام کو انتہائی نفرت و حقارت سے دیکھنے پر مجبور ہوئے ـــــ مقامِ شکر ہے سال ۱۹۹۳ء میں ہندوستانی عوام نے فرقہ پرست عناصر کے خلاف اسمبلی چناؤ میں اپنے حق رائے دہندگی (ووٹ) کا استعمال کرکے دنیا کے سامنے یہ بات ظاہر کردی ہے کہ ہندوستان کے عوام کی اکثریت ان قابل نفرت اقدامات اور کسی مذہب کی عبادت گاہ کی مسماری کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتی ہے، اور وہ ان غلط حرکات کے خلاف اپنا فیصلہ دینا اپنے ملک اور مذہب کی روایات کے عین مطابق سمجھتی ہے۔ اس لحاظ سے سال ۱۹۹۳ء ہندوستان اور ہندوستانی عوام کے لئے بہتر ہی رہا گو ۱۹۹۲ء کے آخری دنوں کے بابری مسجد کی مسماری کے عوض میں نامساعد حالات سے ۱۹۹۳ء میں بھی سابقہ پڑا۔ بقول وزیر اعلیٰ بہار جناب لالو پرشاد "یہ ۔۔۔۔ والے بھی کس قدر دشمنِ ملک نکلے کہ نہ بابری مسجد توڑتے اور نہ ہی ہمیں مہاراشٹر کے لاتور و عثمان آباد میں زلزلے کی